www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تذکرۂ ایام

اُم حسن

اگر قائدین صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں تو عام لوگ راہِ راست سے کبھی نہیں ہٹتے

قائدین سے مراد رہنمائی کرنے والے، قوم کا رخ اور قوم کی روش متعین کرنے والے لیڈر حضرات ہیں۔ مثلاً علماء، اکابرین، سیاستدان، انتظامی افسران، دانشور، چودھری، وڈیرے اور جاگیردار وغیرہ، جو قوم کو افکار و نظریات دیتے اور اپنے پیچھے چلاتے ہیں۔ اگر ان لیڈر حضرات کے افکار درست ہوں اور طرز فکر مثبت ہو اور وہ خدا ترس اور عوام کے حقوق کا احترام کرنے والے ہوں تو معاشرہ میں امن و سکون کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر یہ لیڈر خود سر اور متکبر ہوں تو ملک میں بدعنوانیوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور ظلم و فساد اور وحشت کا راج قائم ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر ان کی اصلاح ہو جائے تو پوری قوم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

عوام قیادت کے محتاج ہوتے ہیں۔ کہ کوئی انگلی پکڑ کر ان کو پیچھے چلائے اور اعلیٰ نصب العین دے کر انہیں جادۂ ترقی پر گامزن کردے۔ اگر قائدین خود نصب العین سے محروم ہوں تو زندگی کا مقصد محض حیوانی سطح تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ ایسی بے مقصد قوم زندگی میں کوئی کارہائے نمایاں انجام نہیں دے سکتی۔

قرآن پاک گذشتہ اقوام کے قصے بیان کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ جب بھی یہ بااثر اور بارسوخ طبقہ راہِ راست سے ہٹتا ہے تو اپنے ساتھ عوام کو بھی لے ڈوبتا ہے مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴾

''حضرت شعیب کی قوم کے سرداروں نے (جو ان کی رسالت کے منکر تھے) لوگوں سے کہا: اگر تم نے شعیب کی بات مانی تو یقیناً نقصان اٹھاؤ گے'' (سورۂ اعراف)

اسی طرح جب فرعون کے جادوگر مقابلہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان کو دھمکی دی:

''تم مجھ سے اجازت لئے بغیر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے ہو ضرور یہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایک سازش تھی جو تم نے مل جل کر اس شہر میں کی تاکہ تم یہاں کے لوگوں کو شہر سے نکال باہر کرو اور اپنی حکومت جماؤ۔ تمہیں اپنے کیے کا نتیجہ جلد ہی معلوم ہوجائے گا میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کٹواؤں گا پھر تم سب کو سولی دے دوں گا" (سورۃ اعراف)

اسی طرح نمرود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ اور فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کشمکش، سب میں ہمیں یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ یہ کج رو قائد ہی تھے جنہوں نے عوام الناس کو پیغمبروں کی بات ماننے سے روکے رکھا۔ یہی حال قریشِ مکہ کا تھا کہ وہ پوری کوشش سے اہل عرب کو آنحضور ﷺ سے دور رکھتے تھے۔ قرآن میں سورۃ احزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جب کافروں کے منہ دوزخ میں اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے، اس وقت وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔ اے ہمارے رب ہم نے تو اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا اور انہوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا۔ اے پروردگار اب تو ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سے بڑی لعنت کر"

اقتدار ایک امتحان ہے، یہ ایک عظیم آزمائش ہے۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے: "ہم یہ منصب ان لوگوں کو نہیں دیتے جو خود اس کی خواہش رکھتے ہوں" مزید آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اقتدار بہت اچھا نظر آتا ہے، مگر انجام کے لحاظ سے بہت بُرا ہے" اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اقتدار کا نشہ انسان کو اس کی اصل ذمہ داریوں سے غافل کردیتا ہے، آنکھوں پر تکبر اور خود نمائی کی پٹی باندھ دیتا ہے۔ صاحبِ اقتدار ماضی کے حکمرانوں کے عبرتناک انجام دیکھنے کے باوجود انہی کی طرح بدمست ہوجاتا ہے۔ اور ظلم و جور کے قصے از سرنو دھرانا شروع کردیتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ تو یہ ہے: "**سیّد القوم خادمھم**" یعنی قوم کا سردار درحقیقت ان کا خادم ہوتا ہے۔ اسی کی طرح کا ایک اور ارشاد ہے: "**الاکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته**" سنو تم سب ذمہ دار ہو اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جتنی کسی کی ذمہ داری اور منصب بڑا ہوگا، اتنا ہی اس کا روزِ قیامت حساب بڑا اور مشکل ہوگا۔ آپ ﷺ نے درحقیقت قائدین کو سمجھایا کہ اپنے اقتدار اور حکومت کا ناجائز فائدہ نہ اٹھانے لگ جانا ورنہ تمہیں لازماً اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ اسی وجہ سے خلفاءِ راشدین بیتُ المال کو عوام کی امانت سمجھتے اور بیت المال کی آمدنی اور اخراجات کے سلسلے میں بڑے محتاط تھے۔ شدید احساسِ ذمہ داری کی بنا پر راتوں کو بھیس بدل کر لوگوں کے حالات کی خبر گیری کرتے تھے۔

مخلص اور بے لوث قیادت ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ جب بھی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کا مالک ایک اعلیٰ نصبُ العین قوم کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ تو وہ قوم کو پستیوں سے نکال کر بامِ عروج تک پہنچا دیتا ہے اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قوم کے منتشر شیرازہ کو جوڑ کر مجسم قوت بنا دیتا ہے۔ حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے نہایت قلیل عرصے میں منتشر اور جاہل عربوں کو دنیا کی بہترین قوم میں بدل دیا۔ تاریخ اسلام میں بھی وقتاً فوقتاً ایسے بہت سے خوفِ خدا رکھنے والے مخلص قائد پیدا ہوتے رہے ہیں جو حکومت کو ایک عظیم ذمہ داری سمجھ کر عوام کی فلاح و بہبود میں پوری طرح منہمک رہے اور تاریخ کے دھارے کو موڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ خلفائے راشدین کی بے مثال قیادت تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے۔اسی طرح صلاح الدین ایوبی اور اورنگ زیب عالمگیر وغیرہ جیسے حکمران مسلمانوں کے لئے عظیم دینی اور دنیاوی سرمایہ ثابت ہوئے۔ حال ہی میں قائداعظم نے بھی قوم کو پاکستان کا نصبُ العین دیا پھر مایوس و منتشر مسلمانوں کو ساتھ لے کر تاریخ کا عظیم الشان معجزہ ظاہر کر دکھایا۔

مثل مشہور ہے: ''الناس علی دین ملوکھم'' کہ عوام اپنے بادشاہوں کا دین ہی اختیار کرتے ہیں، انہی کی روش کو اپناتے ہیں۔ اور یہ سب کام اتنا لاشعوری طور پر ہوتا ہے کہ اندازہ بھی نہیں ہو پاتا۔اگر حکمران راگ رنگ، موسیقی وغیرہ کا دلدادہ ہو تو قوم انہی چیزوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اگر حکمران خدا ترس، عادل، نیک اور رحمدل ہوتا ہے تو قوم کا عمومی مزاج بھی اپنے حکمران ہی کی طرح بن جاتا ہے۔اُموی خلیفہ ولید بن عبدالملک تعمیرات کا بہت شوقین تھا۔ اس کے عہد میں لوگ جب ایک دوسرے سے ملتے تو عالیشان گھروں اور محلوں کی باتیں کرتے پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے جو بہت نیک، پرہیزگار اور عادل حکمران تھے تو ان کے عہد میں لوگ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے یہ سوال کرتے کہ آج تم نے کون سا نیکی کا کام کیا، کتنے نفل ادا کئے وغیرہ۔

ظلم و جور، بدعنوانی اور کرپشن کی ابتدا بھی ہمیشہ حکمرانوں ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔جب بارسوخ طبقے عیش و عشرت میں پڑ کر عوام کے جان و مال سے غافل ہو جاتے ہیں اور ذاتی اقتدار کو بہر صورت طول دینے کے لئے عوام کو بے جا دباتے ہیں اور عدل و انصاف کو پس پشت ڈال کر خود ہی قانون شکنی کرتے ہیں۔ حلال و حرام کی پروا کئے بغیر اپنے گھر بھرتے ہیں تو عوام بھی اس ڈگر پر چل نکلتے ہیں۔ راتوں رات امیر بننے کی خواہش ان کے دل میں انگڑائیاں لینے لگتی ہے۔ اس طرح کرپشن عام ہو جاتی ہے۔ جب حکمران جہاد، جفاکشی اور جدوجہد کے بجائے رقص و سرود اور راگ رنگ کو اپنا شعار بناتے ہیں تو قوم خود بخود بزدل اور ڈرپوک ہو جاتی ہے۔ جس طرح ماں کی بدپرہیزی بچے کو مبتلائے اذیت کر دیتی ہے، اسی طرح صاحبانِ اقتدار کی بدعنوانیاں اور بے تدبیریاں عوام کے لئے مصیبتوں اور پریشانیوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں۔ پھر یہ صورت حال خدا کے عذاب کو دعوت دینے والی ہوتی ہے۔ کراچی کے آئے روز کے نسلی و لسانی فسادات، راولپنڈی کا اوجڑی کیمپ والا سانحہ، آئے روز کے بم دھماکے، مساجد میں وحشیانہ قتل، مسلسل سیلاب کا خطرہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور حکومتی عدم استحکام وغیرہ۔ سب عذابِ الٰہی کی مختلف شکلیں ہی تو ہیں۔

اسلامی حکومت کے فرائض تو خود قرآن نے بڑی اچھی طرح واضح کر دیئے ہیں۔ سورۂ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾

"اگر ہم ان مسلمانوں کو زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز و زکوۃ کا نظام قائم کریں گے (لوگوں کو) نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے"۔

اس سے ظاہر ہوا کہ قانوناً توحید اور تمام نیک کاموں کو بالفعل رائج کر دینا اور تمام منکرات کو از روئے قانون ممنوع قرار دینا مسلمان حاکم کا فریضہ ہے۔ نماز انسان کو حقوق اللہ سکھاتی ہے۔ جبکہ زکوۃ حقوق العباد کی ادائیگی کی تربیت دیتی ہے۔ اس لئے نماز و زکوۃ کا نظام قائم کرنا اسلامی حکومت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: "جو آدمی نماز کا پابند نہیں، اسے میں کوئی عہدہ نہیں دوں گا۔ جو شخص اللہ کا حق ادا نہیں کرتا، اس سے یہ توقع کیسے کی جائے کہ وہ عوام کا حق ادا کر سکے گا"۔ اسی طرح قاضی ابو یوسف نے علی بن عیسیٰ (وزیر اعظم) کی گواہی اس لئے قبول نہ کی کہ وہ نماز باجماعت کا پابند نہ تھا، اور کہا جب تم اللہ کا حق کماحقہ ادا نہیں کرتے تو عوام کے حق میں کیوں نہ کوتاہی کرو گے۔ اسی طرح نعمان بن عدی نامی حاکم نے شاعری میں شراب کا ذکر کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو معزول کر دیا۔ اس نے قسم کھائی کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی اور معذرت چاہی۔ مگر آپ نے کہا اگر تم اسلامی احکام کا مذاق اڑاؤ گے تو عوام کب باز آئیں گے۔ تاریخ میں ۲۵۶ اشخاص مسلمانوں کے قائد اور فاتح ہو گزرے ہیں۔ ۲۱۶ صحابی اور ۴۰ تابعی، جو سب عسکری لحاظ سے بہترین تربیت یافتہ اور دینداری میں اپنی مثال آپ تھے۔ کیا ہمارا دین سائنس اور ٹیکنالوجی اور دشمن کے بالمقابل عسکری وسائل سے مالا مال ہونے کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنسی علوم اور دین اسلام میں تضاد کا شوشہ تو سامراج اور صیہونیوں نے اپنے مخصوص مفادات کے پیش نظر چھوڑا ہے۔ حکمران طبقے کا یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کی سنت اور دین حق کی مدد پر کمربستہ ہو اور اسے عوام پر نافذ کرے۔ منہیات کو ختم کرے۔ بدعتوں کا قلع قمع کرے اور ہر وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ اگر اس مسئلے میں کوتاہی برتی تو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ان کو اقتدار سے ہٹا کر اپنے دین کی خدمت کے لئے کسی اور کو لے آئے۔ کیونکہ اس کی سنت یہی ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ، اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں جو اپنے دین سے پھرا تو اللہ تعالیٰ عنقریب ان کی جگہ ایسی قوم لائے گا جو اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کرے گا، مومنوں کے لئے رحم دل اور کافروں پر سخت، جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور اس بارے میں کسی ملامت کرنے والے سے خوف نہیں کھائیں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ اپنی مشیت سے عطا کرتا ہے، اللہ بہت وسعت اور علم والا ہے" (سورۃ المائدۃ)

اسی طرح سورہ توبہ کی ۳۸-۳۹ آیات میں بھی ذکر ہے۔

نیکی کی اشاعت کرنا، بھلائی کو فروغ دینا اور برائی و فحاشی کا قلع قمع کرنا مسلم قائدین کا بنیادی فریضہ ہے۔ حکومت اپنے بے پناہ وسائل و اختیارات سے کام لے کر اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے نیکی اور بھلائی کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے سکتی ہے۔

اسی طرح قرآنی حکم ﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ کے تحت امورِ مملکت کو باہمی مشورہ و اعتماد سے ادا کرنا اولی الامر کا فرض ہے۔ عدل و انصاف کا قیام بھی بہت بڑا فرض ہے۔ ارشاد ربانی ہے ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ ﴾

"اے ایمان والو! انصاف کو قائم کرنے والے بن جاؤ"

حضرت معاویہؓ کو آنحضور ﷺ نے نصیحت فرمائی: "اگر تمہیں حکومت ملے تو نرم خو بننا اور عدل و انصاف کو قائم کرنا" اسی طرح عوام کے جان و مال کی حفاظت اور بے سہارا لوگوں کی کفالت بھی قائدین کا بنیادی فرض ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو شخص کوئی بوجھ یا ذمہ داری مثلاً قرض، یتیم بچے چھوڑ جائے تو اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔" (بخاری)

خدا ترس اور قابل حکمرانوں نے اپنے عمال کا ہمیشہ کڑا محاسبہ کیا۔ خود آنحضور ﷺ ہمیشہ اپنے آپ کو عدالت میں پیش کیا کرتے۔ مثلاً اسید بن حضیر نے آپ ﷺ کے ننگے پیٹ پر کوڑا مارنے کا مطالبہ کیا۔ جس کو آپ ﷺ نے پورا کیا۔

آنحضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ عیش پرستی سے بچنا، اللہ کو عیش و عشرت پسند نہیں ہے۔ اور حضرت عمرؓ اپنے حاکموں سے بوقتِ تقرری چار باتوں کا حلف لیا کرتے تھے:

(۱) دروازے پر دربان نہیں رکھیں گے مبادا مظلوم اور حاجت مند لوگ ان تک نہ پہنچ سکیں۔
(۲) ترکی گھوڑے پر سواری نہیں کریں گے۔ (۳) ریشمی لباس نہیں پہنیں گے اور
(۴) چھنا ہوا آٹا نہیں کھائیں گے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قائدین کرام، اگر اپنے آپ کو عوام کی عدالت کے سامنے پیش کرتے رہیں تو راہ راست پر گامزن رہتے ہیں اور ملکی حالات بھی درست رہتے ہیں۔ وگرنہ غلط رو ہونے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ بلکہ سب خلفائے راشدین نے ہمیشہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے پیش کیا اور ان سے کہا جب تک ہم تمہیں حدود اللہ کے مطابق چلائیں ہماری فرمانبرداری کرو اور جہاں ہمیں راہ راست سے ہٹا ہوا دیکھو، ہمیں ٹوکو اور اگر ہم نہ سنیں تو ہمیں معزول کردو۔

آج یہی کام ایک آزاد پریس کرتا ہے۔ ملک اور خود حکومت کے لئے وہی پریس مفید اور کار آمد ہوتا ہے، جو ذمہ دار، ایماندار اور نڈر ہو۔ بے ایمان اور خوشامدی پریس حکومت کی کوئی خدمت نہیں کرسکتا۔ بلکہ کسی حکومت کو جتنا نقصان ایک خوشامدی پریس پہنچا سکتا ہے، اس کی مخالفت اور نکتہ چینی اس کا دسواں حصہ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ خوشامدی پریس ایک طرف تو ملک کے اصل حالات اور عوام کے حقیقی جذبات سے اپنے محدود حکمرانوں کو بے خبر رکھتا ہے۔ اور دوسری طرف ملکی حالات کی خوش کن مگر غلط تصویر کھینچ کر حکمرانوں کو یقین دلاتا رہتا ہے کہ عوام ان سے خوش ہیں اور انہیں دعائیں دیتے ہیں۔ اس طرح حکمرانوں کو اصلاح احوال کی کوششوں سے دور رکھتا ہے۔ انقلاب فرانس سے چند سال پہلے جو کردار شہنشاہ کے خوشامدی مصاحب ادا کرتے تھے، وہی کردار آج خوشامدی اخبار ادا کرتے ہیں۔ اسی لئے خوشامدی اخبارات کے ممدوحین کا انجام شہنشاہ لوئی کے انجام سے بہتر نہیں ہوسکتا۔

قائدین کے لئے مخلص ہونا لازمی ہے۔ وہی راہنما خود بھی کامیاب ہوتا ہے اور قوم کو بھی سرخرو کرسکتا ہے، جو خلوص نیت سے عوام کی خدمت کرتا ہے۔ از دل خیزد بردل ریزد

جب تک حکومت اور عوام میں اعتماد کی فضا نہ ہو، ترقی نہیں ہوسکتی۔ اگر عوام کا رخ کوئی اور ہو اور حکمران انہیں غیر اسلامی رخ پر لے جانے کی پوری سعی کریں تو قوم میں ایک اخلاقی بحران پیدا ہوجاتا ہے۔ اس طرح کی بے سیرت قوم خواہ کتنے ہی ذرائع و وسائل رکھتی ہو، کوئی مادی ترقی نہیں کرسکتی۔ اسی طرح کسی حکومت کی پالیسی خواہ وہ داخلی ہو یا خارجی، ایسی صورت میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی، جبکہ پوری قوم کا ضمیر پورے اعتماد کے ساتھ اس کا ساتھ نہ دے۔

قائدین چونکہ عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہ پاتے ہیں، اس لئے ان کی فلاح و بہبود کی بڑی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کی بھوک، افلاس، بیماری اور تمام ضروری سہولتوں کی فکر کریں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے عہد میں قحط پڑا تو امیر المومنین عموماً پریشان رہتے۔ ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ نے پوچھا ابا جان آپ دن بدن کمزور کیوں ہو رہے ہیں۔ فرمایا: عوام کو غلہ میسر نہیں، اسی فکر نے مجھے گھلا کر رکھ دیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ اپنے ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور غلام کا سوال کیا۔ پیارے باپ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آنحضور ﷺ نے جواب دیا: ابھی تو اصحاب صفہ کی ضروریات باقی ہیں، میں تمہاری بات کی طرف کیسے توجہ دوں۔ آنحضور ﷺ نے اور پھر خلفائے راشدین نے سیاست اور قیادت کی جو بے مثال روایات چھوڑی ہیں وہ یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ بااثر اور بارسوخ طبقہ دراصل قوم کا خادم ہوتا ہے اور اس کے اوپر عوام کی دینی و دنیاوی راہنمائی کی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ افسوس کہ آج عہدہ اور منصب ذاتی نمود و نمائش اور اقرباء پروری کی نذر ہو جاتا ہے۔ ایم پی اے یا ایم این اے بننے تک عوام سے بڑے پر فریب وعدے کئے جاتے ہیں مگر بننے کے بعد کوئی پوچھتا نہیں کہ عوام کس حال میں مبتلا ہیں۔ بلکہ برصغیر میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص یہ تصور ہے کہ منصب والا اپنے آپ کو ہر قسم کی پابندی سے آزاد سمجھ رہا ہے۔ قوانین اور اخلاقی پابندیوں کا ان پر کوئی اطلاق نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں سورۂ نمل میں حضرت سلیمان کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جب حضرت سلیمان چیونٹیوں کی ایک بستی سے اپنی فوج کے ہمراہ گزر رہے تھے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ، کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تم کو روند نہ ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ چیونٹی کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان مسکرائے ہنس پڑے اور دعا کی ﴿رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ ......الخ﴾

"پروردگارا! مجھے توفیق عطا فرمایئے کہ میں آپ کی نعمتوں کا ہمیشہ شکرگزار رہوں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائی ہیں اور توفیق دیجئے کہ میں ہمیشہ وہ کام کروں جو آپ کو پسند ہوں (یعنی مجھ سے مخلوق کو اذیت نہ پہنچے بلکہ ان کو فائدہ پہنچے، کہ اسی میں آپ کی رضا ہے) اور مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل فرمایئے"۔

اسی طرح ایک واقعہ اورنگ زیب کا ہے، اسے اپنے بیٹے کے متعلق خبر ملی کہ وہ حاکم دکن کی حیثیت سے اورنگ آباد کے بازار میں ہاتھی پر سوار گزر رہا تھا کہ ہاتھی بدمست ہو گیا۔ مہاوت کے قابو میں نہ رہا، بازار میں بھگدڑ مچ گئی اور کئی راہ گیر ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اورنگ زیب نے بیٹے کو خط لکھا کہ اگرچہ واقعہ ایک جانور کے بدمست اور بے قابو ہو جانے کا ہے۔ بظاہر اس میں شہزادے کا کوئی قصور نہیں مگر اس کی ذمہ داری تم پر ہی عائد ہوتی ہے تم ہی حاکم علاقہ ہو، تم ہی ہاتھی پر سوار تھے، تمہارے ہی ہاتھی کے بے قابو ہونے سے خلق خدا کی جانوں کا نقصان ہوا۔ اور اپنا خط اس شعر پر ختم کیا:

آہستہ خرام بلکہ مخرام زیر قدمت ہزار جان است

ان دو مثالوں میں ایک پیغمبر ہے اور دوسرا متقی حکمران۔ دونوں کے ہاں منصب اور مرتبہ کے بارے میں جو تصور اور ذمہ داری نظر آتی ہے۔ آج وہ ہمارے ہاں ناپید ہے۔ ہمارے بااختیار و بااقتدار لوگوں کی آزادی اور مطلق العنانی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بظاہر بہت معمولی بے احتیاطی اور بدعنوانی بڑے بڑے حادثوں، المیوں اور سانحوں کا سبب بن جاتی ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پورے عالم اسلام میں حکمران طبقہ قول و فعل کے تضاد کا شکار ہے۔ آج ہر مسلمان سربراہ جو انگریزوں کے تقسیم در تقسیم کردہ چھوٹے چھوٹے ملکوں کا مالک بنا بیٹھا ہے۔اتحاد عالم اسلام کا فلک شگاف نعرہ سربلند کرتا ہے۔مگر افسوس عملاً کوئی بھی اپنے ذاتی مفادات کو عظیم تر ملی مفاد یعنی اتحاد عالم اسلام کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔

عراق، ایران جنگ ہو یا مسئلہ کشمیر و فلسطین، ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کا مسئلہ ہو یا بوسنیا کے مسلمانوں کی حالت زار، ہر جگہ ہمیں یہی بات نظر آتی ہے کہ مسلمان قائدین اپنی ذمہ داری سے بے خبر، محض اپنے اقتدار کی ہوس میں مبتلا ہیں اور اپنے اقتدار کو طویل بنانے کے لئے ہر جائز و ناجائز کوشش میں مصروف ہیں۔ الا ماشاء اللہ ـــــ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عالمی سیاست میں مسلمان ایک مظلوم قوم ہے جو دوسری سپرپاورز کے رحم و کرم پر پڑی ہوئی ہے۔ امت مسلمہ کی بنیادی کمزوری ہمارے حکمران ہیں جو اسرائیل سے چند روز جنگ لڑ کر پھر ہتھیار پھینک کر بیٹھ جاتے ہیں۔

ہمارے قائدین اہل مغرب کے غلام ہیں، ان کا قبلہ و کعبہ فرنگی روایات اور مغربی تہذیب ہیں۔ فرنگی آقاؤں کے یہ غلام ان کی زبان، ان کے لباس، ان کے رسم و رواج اور ان کی تہذیب پر مرے جاتے ہیں: ع

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

تمام مسلم اقوام کا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ حاکم ہیں جو اسلام کا نام لے کر یا کھلم کھلا اس کی مخالفت کرتے ہوئے عوام کو سراسر غیر اسلامی راستے پر ڈالنا چاہتے ہیں۔اس طرح مسلم ممالک کی فرنگیت زدہ یہ لیڈر شپ کسی طرح بھی مسلم ممالک کے ضمیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس لئے یہ بات پورے وثوق سے کی جاسکتی ہے کہ تمام مسلمان ملکوں کے مستقبل کا انحصار صرف اور صرف صحیح قسم کی اسلامی لیڈر شپ پر ہے۔

ہمارے قائدین خود بے عمل ہیں۔نعرہ بازی سے عوام کو تسلیاں اور بہلاوے دینے والے اور سب سے زیادہ سپرپاورز کی دھمکیاں سہنے والے ہیں۔ اگر یہ پاکستان کے حق میں مخلص ہیں تو ان کا فرض ہے کہ عیش و عشرت کو ترک کردیں، غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ کریں۔ ملکی وسائل کے اندر گزارہ کرنا سیکھیں اور ملکی مصنوعات استعمال کریں۔ غیر ملکی آسائشوں کے بجائے سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے وطن میں منتقل کریں اور سادگی کی روش اختیار کریں۔اس طرح عوام کو بھی سادہ زندگی اختیار کرنے کی ترغیب ہوگی اور ملکی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے یہ کام بہت ضروری ہے۔ حکمرانوں اور عوام کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہمارے قائدین عوام کے بنیادی حقوق سے غافل ہیں۔ آج صورت حال دگرگوں ہے۔ حکومت پر جو تنقید کرے، اس کے لئے قانون فوراً حرکت میں آجاتا ہے۔ مگر اسلام کے خلاف اور پاکستان کے خلاف جس قسم کی بھی ہرزہ سرائی ہو۔ حکومت کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ ملک سے غداری اور آئین کا مذاق اڑانے والوں کا ان کے ناپاک عزائم کے باوجود حکومتی سطح پر عزت و احترام ہوتا ہے جس سے عوام میں اپنے قائدین کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اسی طرح ملک میں چند سرپھری خواتین شریعت کے مختلف عائلی قوانین کی مخالفت میں مظاہرے کرتی ہیں اور یہ سب کچھ اسلامی مملکت میں ہوتا ہے۔ اور حکومت الٹا ان کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ یہ ہمارے ملک میں جو فقہ وکٹوریہ (برطانوی نظام کا تسلسل) رائج ہے اس نے ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں کیا نہ عدالتوں سے انصاف میسر ہے۔ نہ تھانوں میں قانون کا احترام ہے نہ دفتروں میں قواعد کی پابندی ہے نہ ایوانوں تک مظلوموں کی آواز پہنچتی ہے۔ اس کے باوجود اس مغرب کے پیروکار اس سے جدائی برداشت کرنے کو تیار نہیں اور شریعت سے گریز کی راہیں ہروقت ڈھونڈتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نہ کوئی عجوبہ ہے نہ کوہ قاف میں مقیم پری۔ قرآن و سنت کے احکامات برطانیہ کی غیر تحریری دستوری روایات سے بہرحال کہیں بہتر اور کہیں منضبط صورت میں موجود ہیں۔ آخر اعلیٰ عدالتیں کیوں ان کے مطابق فیصلے نہیں کرسکتیں۔ حالانکہ ان کا فرض منصبی ہی یہ ہے وہ اس بات کی پابند ہیں کہ دستور کے خلاف قانون سازی اور پھر قانون کے نفاذ میں کی جانے والی زیادتیوں کا جائزہ لیں۔ پاکستان کی دستوری بنیاد قرارداد مقاصد ہے۔ آخر اس کی تشریح و توضیح وہ شریعت کے بغیر کیسے کرسکتی ہیں۔

آج سرکاری ذرائع ابلاغ بے حیائی و عریانی کے فروغ میں پیش پیش ہیں۔ ڈش اور VCR کے آزادانہ استعمال سے قوم بے راہ روی و اخلاقی برائیوں کے لحاظ سے تباہی کے کنارے پر پہنچ چکی ہے۔ ویڈیو فلمیں اور ڈش کے فحاشی سے بھرپور چینل اور رنگ برنگے ٹی وی کا فساد معاشرہ میں سرطان کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ اس پر بے تحاشا وقت، پیسہ اور صلاحیتوں کا زیاں ہو رہا ہے۔

حریت فکر، اخوت اور مساوات اسلامی معاشرہ کے ممتاز اوصاف ہیں۔ جس معاشرے میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے وہ کثرت نماز و روزہ اور اذانوں اور تلاوتوں کی فراوانی کے باوجود اسلامی معاشرہ نہیں ہوسکتا۔ مگر کیا ہمارے قائدین عوام کے ان حقوق کا احترام کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس یہاں لسانی اور علاقائی تعصبات پھیلائے جارہے ہیں۔ یہ بات کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ سندھ میں کس طرح یہ مختلف گروہ بندیاں جڑ پکڑ چکی ہیں اور کون ان کو ایک دوسرے سے لڑا رہا ہے اور کن مقاصد کے لئے تعصبات کو ہوا دی جارہی ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قومی تعلیمی پالیسی نہایت ابتری کا شکار ہے۔ جو وطن عزیز میں دو طبقے پیدا کر رہی ہے۔ ہم اپنے ذہین طبقہ کو جو قوم کی شہ رگ ہے، غیر ملکی تعلیمی اداروں کے سپرد کرکے خوش ہو رہے ہیں۔ یہ لباس شکن، زبان شکن، اقدار شکن اور وحدت شکن مغربی تعلیمی ادارے اپنے تمام تباہ کن اثرات بڑی تیزی سے پھیلا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے طے کیا گیا تھا کہ ۱۹۸۸ء تک اردو کو میٹرک کی سطح تک لازمی زبان قرار دے دیا جائے گا مگر اب پھر اس میں پس و پیش جاری ہے۔ ان اداروں کی دین دشمنی اور وطن دشمی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، ہفت روزہ "تکبیر" کے نومبر ۱۹۹۶ء کے شماروں میں اس سکول کی چند کتب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں سابق وزیراعظم کے بچوں سمیت اعلیٰ ترین حکومتی عہدے داروں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کتب میں دین اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی اور محمد ﷺ کی فرضی تصاویر چھاپی گئی ہیں، یہ سب پاکستانیوں کے لئے باعث شرم ہے اور سابقہ حکومت کی بے شمار لعنتوں میں سے ایک!!! ان انگلش میڈیم سکولوں نے شخصیتیں مسخ کرکے قوم کی صلاحیتیں سلب کرلی ہیں۔ ایک طرف دین سے رشتہ منقطع کر دیا ہے۔ دوسری طرف عوام سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ عام گورنمنٹ سکولوں کا معیار تعلیم اتنا گرچکا ہے کہ یہ قائدین ان میں اپنے بچوں کو داخل کرانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ اس ناگفتہ بہ صورت حال کی ذمہ داری کس کے سر پر عائد ہوتی ہے۔ ملک کے تمام وسائل، ذرائع ابلاغ، اخبارات و رسائل ریڈیو، ٹیلی ویژن، فنکار، اداکار، کلبوں کے پروگراموں، مخلوط تعلیم اور مخلوط محفلوں کے ذریعے جدید جاہلیت کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ملکی نظم و نسق وہ لوگ چلانے پر مامور ہیں جن کو اسلامی تعلیمات، اسلامی آداب و اخلاق کا نہ علم ہے نہ پرواہ۔ ہر معروف کو ختم کرنے اور ہر منکر کو فروغ دینے کے لئے تمام ذرائع استعمال میں لائے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ نے سود لینے اور دینے والے کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ وہی سود خور پوری ملکی معیشت پر قابض ہیں بلکہ بنکوں کے علاوہ اب دیگر سرمایہ کار کمپنیاں سرکاری سرپرستی میں اور سرکاری پشت پناہی میں لوگوں کے خون کا آخری قطرہ نچوڑ رہی ہیں۔

سربراہ کا صرف ایک بار قانون شکنی کرنا یا کسی کو قانون کی گرفت سے بچالینا اس بات کے لئے کافی ہوتا ہے کہ حکومت کے کارندے پورے قانون انصاف کو تلپٹ کرکے رکھ دیں اور اپنی بداعمالیوں کے لئے مثال بنالیں۔

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ جو محض اپنے اسلامی نظریہ کی بناپر وجود میں آئی تھی۔ تمام نظریاتی مملکتیں اپنے نظریہ کو تعلیمی پالیسی کا سنگ بنیاد بناتی ہیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے قوم کے بچے بچے کو ذہن نشین کراتی ہیں۔ چین، روس، اسرائیل سب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ مگر افسوس ہمارے پالیسی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ساز اس معاملے میں بھی ناقابل تلافی غفلت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ مشرقی پاکستان میں ہندو اساتذہ مسلمانوں کو پڑھاتے اور ان کی مسلسل برین واشنگ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ بنگلہ دیش کے نام سے ہمارے وطن کو دو لخت کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اب وہی سانحہ سندھ میں دہرایا جارہا ہے۔

اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے نام سے ایک لازمی پرچہ شامل نصاب کیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ مضمون پڑھانے والے اساتذہ میں بیشتر وہ ہیں جو خود اسلام اور تحریک پاکستان کے مخالف ہیں۔ اسلام آباد یونیورسٹی کی مطالعہ پاکستان کی ایک پروفیسر نے (جو نامور ادیبہ بھی ہیں) یہ بات کہی کہ پاکستان تو محض ایک شخص کی انا کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا ـــــ کیا اس قسم کے کھوکھلے اساتذہ قوم کی درست سمت میں راہنمائی کرسکتے ہیں؟

آج قوم کو کھیلوں کے پیچھے لگا دیا گیا ہے۔ کھلاڑیوں کو بیش قیمت انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ کھیلوں پر کروڑوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ قوم سے سنجیدگی رخصت ہوگئی ہے۔ اگر عمران خاں کو ایک کھیل میں نام پیدا کرنے پر بڑے سے بڑے محقق سے زیادہ انعام مل جائے اور حکومتی قلمدان سنبھال لینے کا اہل سمجھ لیا جائے تو پھر تعلیم و تحقیق اور درس و تدریس کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ میچوں کے اوقات میں صدر، وزیراعظم سمیت پوری قوم مفلوج ہو کر صرف کمنٹری سنتی اور دیکھتی رہتی ہے۔ کیا قوم کو جو نصب العین دیا گیا ہے، کوئی عزت و وقار دلا سکتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعبؓ سے دریافت کیا، علم والے کون ہیں۔ کعبؓ نے جواب دیا "جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: علماء کے دل سے علم کی برکت و نور کو کس چیز نے ختم کیا۔ حضرت کعب نے فرمایا: "علماء کے دل کی تاریکی کا اصل سبب طمع اور دنیا کی طلب ہے"۔

کسی کے علم نے اگر اس کی آنکھیں سچائی کے بجائے دنیا کے لئے کھولی ہیں تو اس کا مطلب ہے وہ طالب علم نہیں بلکہ طالب دنیا ہے، اس کی منزل آخرت نہیں بلکہ عارضی زندگی کی متاع فانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ اور فہم حاصل کرتے اور قرآن پڑھتے پڑھاتے رہیں گے۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں گے کہ ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں۔ ہم اپنا دین ان سے الگ رکھیں گے۔ مگر ان کی دنیا سے کچھ حصہ لے لیں گے۔ جبکہ یہ ناممکن ہے۔ خاردار درخت سے سوائے کانٹوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح ارباب اقتدار کے پاس جانے سے سوائے گناہوں کے ڈھیر کے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا"۔ (ابن ماجہ)

افسوس کہ علماء حضرات جو عالم اسلام کے بے تاج بادشاہ ہیں اور جن کا عوام بے حد احترام کرتے

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں وہ بھی اپنی ذمہ داری صحیح طور پر نہیں نبھا سکے۔ حالانکہ وہ بڑے اچھے انداز میں قوم کی قیادت کر سکتے ہیں۔ مگر جب وہ ایک طرف اہل اقتدار کے حاشیہ بردار بن جاتے ہیں تو ملک کی پالیسی سازی میں ان کا کوئی حصہ باقی نہیں رہ جاتا اور وہ کسی بڑی سے بڑی گمراہی کو روکنے اور ٹوکنے کے قابل نہیں رہ جاتے۔ دوسری طرف وہ فقہی جزئیات میں پڑ کر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ تو عوام ان سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں اسلامی شریعت نافذ نہیں ہو رہی۔ جس میں بعض علماء کا اختلاف بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ رشوت، حرام خوری، بے حیائی، عریانی، فحاشی وغیرہ کے خلاف ان کی آواز بڑی موثر ثابت ہوتی اگر یہ وقت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے مل کر اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں شریعت کو نافذ کروانے میں صرف کرتے، نیکی اور برائی کی تمیز پیدا کرتے۔ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کو فریضہ جان کر ادا کرتے اور دینی فہم کو عام کرتے۔

بعض اوقات بیش قیمت پالیسیاں بنتی ہیں۔ مگر ان پر بیورو کریسی کے عدم تعاون کی وجہ سے عمل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح بیورو کریسی عوام کا خادم بننے کے بجائے جابر حاکم کا کردار ادا کرتی ہے اور عوام کو مسلسل پریشانیوں اور مایوسیوں میں مبتلا کرتی ہے۔ پھر قائدین کا احتساب نہیں ہوتا، انتظامیہ کے اعلیٰ عہدہ داروں کو عدالت میں بلانے سے گریز کیا جاتا ہے، جبکہ اسلام کا عدالتی نظام بالکل بے لاگ ہے جو وقتی احتساب کی بجائے مسلسل احتساب کا ایک جامع پروگرام اور مستقل ادارے رکھتا ہے۔ احتساب کے نام پر ہونے والا فراڈ بھی ایک عجوبہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے اس احتساب کے ذریعے تو مجرم ہی پاکبازی کی سند پا کر مزید پارسا بن کر نکلتے ہیں۔

بحث کو سمیٹتے ہوئے چند گزارشات اپنے قائدین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں:

ڈاکٹر عبدالقدیر کی طرح قوم کی ان تھک محنت اور خلوص سے خدمت کریں، ان سے کسی نے انٹرویو لینا چاہا تو جواب دیا کہ میرے پاس انٹرویو دینے کے لئے وقت کہاں۔ صوبائی اور لسانی نعروں سے گریز کریں، قومی یکجہتی، قومی وقار اور خود اعتمادی کو فروغ دینے کے لئے قومی لباس اور قومی زبان اختیار کریں۔ اردو کو اس کا جائز مقام دیتے ہوئے دفتری، سرکاری اور تعلیمی لازمی زبان قرار دیں اور انگریزی کو اختیاری مضمون کے طور پر پڑھائیں۔ دینی تعلیم کو فروغ دیں۔ عرب ممالک سے تعلقات کو فروغ دینے کے لئے عربی کو لازمی قرار دیں۔ صنعتی ترقی کے لئے سائنس کی تعلیم اور دفاعی ضروریات کے لئے فوجی تعلیم و تربیت کو لازمی قرار دیں۔ مستحکم معاشرہ کو فروغ دینے کے لئے مہنگائی اور بے روزگاری پر قابو پائیں۔ سادگی کے فروغ کے لئے غیر ضروری غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ کریں۔ فضول خرچی اور خود نمائی سے گریز کریں اور جذبہ خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سب سے بڑھ کر یہ کہ وطن عزیز میں جو اللہ اور رسول کے نام پر خاص کیا گیا ہے اسلامی شرعی قوانین کا نفاذ کریں۔ خود تقویٰ کی روش اختیار کریں۔ اہل مغرب کی غلامی کے بجائے اللہ اور رسول کے غلام بنیں، سپرپاور پر اعتماد کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ اور اپنی قوت بازو پر اعتماد کریں۔

ہم سو فیصد یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر متقی لوگ آگے آئیں تو ہر شعبہ حیات کی خود بخود تطہیر ہو جائے گی اور عوام اپنی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا کریں گے۔ اگر قائدین صراط مستقیم پر گامزن رہیں تو عوام خود بخود ان شاء اللہ اپنے فرائض پوری خوش اسلوبی سے انجام دیں گے اور پاکستان ایک مثالی فلاحی مملکت بن جائے گا جہاں سکون و اطمینان اور امن و انصاف کا راج ہوگا۔ کتنا روح پرور اور ایمان افروز ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد

"اے اللہ جو شخص میری امت کا حاکم بنایا جائے پھر وہ ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر اور جو میری امت کا حاکم بنایا جائے پھر وہ ان پر نرمی کرے۔ تو بھی اس پر نرمی فرما"

اور

"تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جو مخلص اور رحمدل ہوں۔ تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔"

واللہ الموفق والمستعان!

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ